



تہذیب کار: سید کفیل بخاری

مُسْعِ الْنَّقَاوَةِ

تہذیب کے لئے وہ آنکھاں ہیں کہ آنحضرتی ہیں

* مولانا مفتی محمود (حیات و خدمات) مؤلف: عیم آسی
صخامت: ۷۲ صفحات، قیمت = ۱۳۰/- روپے سن اشاعت: نومبر ۱۹۹۶ء
ناشر: المحمد اکیڈمی، عزیز نار کیٹ، اردو بازار لاہور

قیام پاکستان کے بعد جمیعت علماء ہند کے فکر سے وابستہ علماء نے اپنے منشور قافلہ کی شیرازہ بندی کی تو جمیعت علماء اسلام معرض وجود میں آئی۔ مجلس احرار اسلام کی طرح جمیعت علماء ہند بھی اقسام بر صنیر کے مسلم لیگی نعرہ کی خلاف تھی اور جمیعت ہی سے وابستہ علماء کا ایک طبقہ مسلم لیگ کے موافق کا حاجی تھا جس کے سر خلیل مولانا شیخ احمد عثمانی تھے۔ تحریک پاکستان سے ان کی تخلصانہ و بالیگی کی ایک ہی دلیل سب دلیلوں پر بخاری ہے کہ انہوں نے ۱۴ مارچ ۱۹۲۹ء کو پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی سے "قرار داد مقاصد" منظور کرائی اور پاکستان کی نظم انتظامی و فکری حیثیت دستوری طور پر منسین کرائی۔ مگر مسلم لیگ کی بے دین قیادت کو اس سے بڑی ٹکلیف ہے۔ انہوں نے علماء کو سیاسی منظر سے ہٹانے کی سارش کی۔ مولانا عثمانی اس سارش کو جانب لے گئے۔ انہوں نے جمیعت علماء اسلام کے احیاء کی کوشش کی مگر "مدنی، تھانوی" چیقتاش آڑ سے آئی اور انہیں ناکامی ہوئی۔ پھر دسمبر ۱۹۵۳ء میں ملکان میں علماء کے ایک اجلاس میں جمیعت کا احیاء ہوا مولانا احمد علی لاہوری صدر اور مولانا احتشام الحق تھانوی جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ تب مولانا غلام غوث ہزاروی مرحوم مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب صدر تھے۔ ۱۹۵۲ء میں مجلس احرار اسلام نے تحریک تحفظ ختم نبوت برپا کر دی اور تحریک بیان میں سال نیک علماء اسی تحریک کے زیر اثر رہے۔ تحریک کے بادل چھٹے تو مولانا احتشام الحق تھانوی جمیعت سے الگ ہو گئے۔ آگرہ ۱۹۵۶ء میں دوبارہ ملکان میں علماء کے ایک کونسل میں جمیعت کا احیاء ہوا۔ مولانا احمد علی لاہوری صدر اور مولانا غلام غوث ہزاروی ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں مولانا احمد علی رحلت فراگئے اور جمیعت کی قیادت کلی طور پر مولانا غلام غوث ہزاروی کے ہاتھ آگئی۔ مولانا مفتی محمود اور مولانا غلام غوث رحمہم اللہ نے مل کر جمیعت کو پاکستانی سیاست میں فعال کیا۔ مولانا ہزاروی عقیدہ کی بنیاد پر بانی جماعت اسلامی سید مودودی کے انکار و خیالات کے زبردست خلاف تھے اور مفتی صاحب سیاست میں توسعہ کے قائل تھے۔ مولانا ہزاروی سے مفتی صاحب کی نسبتہ سکی اور یوں ۷۰ سالہ سیاسی رفاقت سید مودودی اور ان کی جماعت پر مولانا ہزاروی کی تقدیم کی بیوٹ چڑھ گئی۔ مفتی محمود مرحوم

کے حامیوں نے مولانا ہزاروی کو دفتر جمیعت رنگ محل لاہور کی سیرٹھیوں سے اشنا کرنے پہنچ پہنچ دیا اور پھر جمیعت دو واضح گروپوں میں تقسیم ہو کر رہ گئی اور آج تک قسم کے عمل سے دو چار ہے۔ یقیناً یہ مولانا ہزاروی میں سے مرد حق پرست اور درودیش سے بد تسلیمی کی سزا ہے۔ مولانا ہزاروی اور مفتی محمود ۱۹۷۵ء کی قوی اسلامی میں اکٹھے ہنپتے گرے ۱۹۷۳ء میں دونوں اپنے اپنے گروپوں کی نمائندگی کر رہے تھے۔ لیکن مفتی صاحب مولانا ہزاروی کو سیاسی میدان میں نکلت دینے میں کامیاب ہو کر آگئے تھل گئے۔

مفتی محمود مرحوم نے سیاست میں بڑا نام کھایا۔ وہ ۱۹۷۷ء میں قائد حزب اختلاف تھے اور قوی اتحاد کے صدر بھی۔ انہی کی قیادت میں "نام نہاد تحریک نظام مصطفیٰ" بھی جلی۔ مفتی محمود مرحوم نے پاکستان میں مذہبی جماعتوں کی سیاست کے حوالے سے جو کودار ادا کیا وہ یقیناً نیک نیتی پر بنتی تھا مگر بے دین جماعتوں سے سیاسی اتحادوں نے جمیعت علماء اسلام اور دیگر مذہبی جماعتوں کو زبردست نقصان پہنچایا۔ وہ جس جصولی نظام کو سیاسی بجوری سمجھ کر، اسی نظام میں نقاب لانا کر اور اسی نظام کے تحت قائم اسلامیوں کے ذریعے خاذ اسلام کی کوششوں میں مصروف رہے اسی اسلامی سے سیکوڑا اور بے دین سیاسی جماعت نے انہیں اشنا کر باہر پہنچ دیا۔ آج ان اسلامیوں میں بے دین طاقت ورہیں اور اسلام کے علمدار "بیگانی شادی کے دوہما"، بے دین سیاست دانوں کے ڈھنڈو بھی، دست نگار اور محاج محض، بیس۔ اگر مفتی صاحب کے سیاسی تبریوں کو ہی سانسے رکھ کر علماء سیاسی مسئلہ کے لئے کوئی لامح عمل متین کرتے تو آج یقیناً صورت حال مختلف ہوئی۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں جمیعت علماء اسلام نے مرکز اور صوبہ سرحد و بلوجہستان میں جو کامیابی حاصل کی تھی آج اتنی ہی زیادہ ناکامیوں سے دوچار ہے۔ اس ۲۶ سالہ سیاسی سفر میں اکابر جمیعت نے لکھنی کامیابیاں حاصل کیں اور لکھنی ناکامیوں کا مند دیکھا اور اب کہاں کھڑے ہیں؟ یہ "اہل حق" کے نمائندوں کے لئے ایک اہم سوال ہے اور اس کا جواب بھی ان کے ذمہ ہے۔ فی الجملہ جمیعت علماء اسلام پاکستانی سیاست میں ملک دیوبند کی تباہی اور انتشار و افتراق کا سبب بنی۔

کتاب ۱۴۰ ابواب پر مشتمل ہے۔ اور یہ واحد کتاب ہے جو مفتی محمود مرحوم کی زندگی پر بھرپور معلومات فراہم کرتی ہے۔ محمود اکیدی میں نے با تصور مانٹل اور معیاری طباعت کے ساتھ اسے شائع کیا ہے۔ مواد کے اعتبار سے بھرپور کتاب ہے اور لائئن مطالعہ ہے۔

* خطبات و مقالات مولانا عبد اللہ سندھی، مرتبہ: پروفیسر محمد سرور

صفحہ: ۲۸۷: صفحات، قیمت: ۹۰ روپے

ناشر: سندھ ساگر اکادمی، عزیز نیار کیسٹ دوسری منزل اردو بازار لاہور۔

امام انقلاب مولانا صیدیق اللہ سندھی رحمہ اللہ کا وجود اللہ کی ننانیوں میں سے ایک نثافی تھا۔ وہ سکھ مذہب ترک کر کے اسلام کے دام رحمت میں آئے تھے اور انہوں نے شوری طور پر اسلام قبل کیا تھا۔ یہی